www.wilayattimes.com

هفت روزہ

WILAYAT TIMES

ولایت ٹائمز

سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ھے

جلد:2☆شمارہ نمبر:33☆تاریخ:6جون تا12جون2016ء بمطابق29شعبان تا6رمضان المبارک1437ھ☆صفحات:8☆قیمت:5روپے

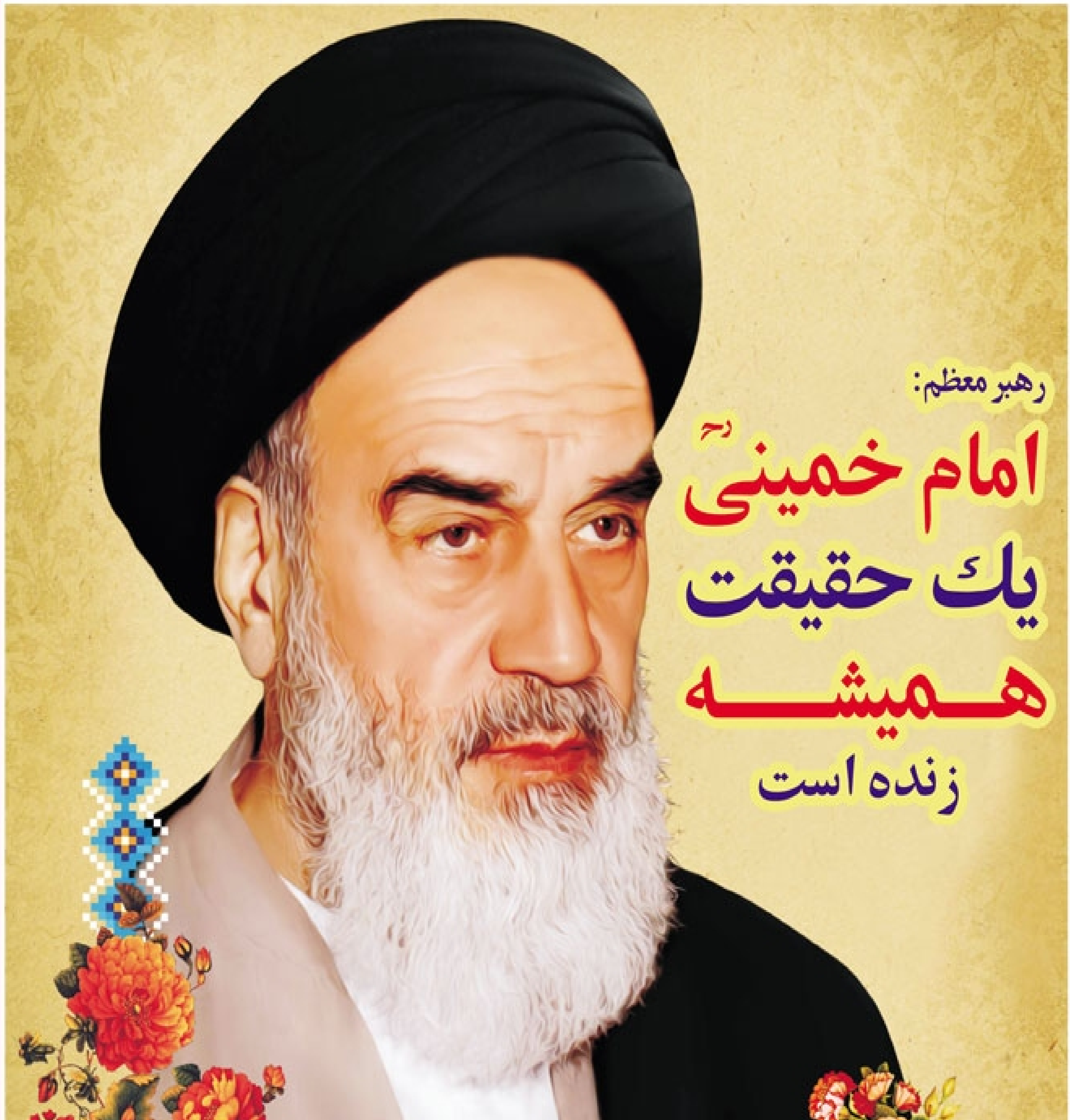

امام خمینیؒ حق کے داعی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

> امام خمینیؒ نے نہ صرف ایران کو ایک فکری اور عملی انقلاب کے ذریعہ بدل کر مغرب اور اسکے پرستاروں کو یہ جواب دیا کہ اسلام ہی کل بھی انسان کی تمام بے چینیوں اور پریشانیوں کا علاج تھا بلکہ آج بھی اور رہتی دنیا تک اسلام ہی کے سایہ میں انسان کو امن عدل اور اطمنان کا نظام فراہم ہو سکتا ہے

حکیم عبدالرشید

قوموں کے عروج وزوال کا انحصار جہاں افراد کے طرز حیات پر ہوتا ہے۔ وہیں قومی قیادت بھی اسکی ذمہ دار ہوتی ہے کہ وہ قوم کی فکری اور عملی رہنمائی کن خطوط پہ کرتی ہے۔ ایران جہاں بادشاہی طرز حکومت صدیوں سے اپنی جڑیں مضبوط کر کے قوم کو پشت در پشت غلامی کے دلدل میں پھنسا کر شاہی خاندان اپنے من پسند رویہ کو قائم رکھتے ہوئے ایرانی قوم کی گردنوں پہ سوار تھا۔ وہیں جمہوریت کے نام پر مغربی طرز زندگی اختیار کرنا شاہی حکمرانوں کی مجبوری بن چکی تھی۔ جسکی وجہ سے مغربی معاشرہ کی تمام غلاظت ایران میں داخل ہو رہی تھی۔ لیکن رسالت محمد عربی ﷺ کے بعد دنیائے انسانیت کو جو نورانی فکر و نظر زندگی سنوارنے کیلئے میسر آچکی تھی۔ علماء کی صورت میں نور کی وہ شعاعیں ایرانی معاشرہ میں موجود تھیں۔ اگرچہ مغرب زدہ شاہی نظام کے حکمران نور کی ان کرنوں کو ختم کرنے کیلئے اپنے تمام تر زور لگا رہے تھے۔ لیکن حاکم حقیقی کے مرضی کے آگے بڑی سے بڑی قوت بے بس ہے۔ علماء حق شاہی نظام کے ذریعہ اشتراکی ذہنیت کے پھیلاو اور نظام کے اسلام سے دوری کا علاج کرنے کیلئے ایک طرف حکمرانوں کے طرز عمل کے خلاف تھے دوسری طرف اسلامی تعلیم وتربیت سے لوگوں کو ذہنی وعملی طور تیار کر رہے تھے کہ حکمرانی کا اختیار صرف اور صرف خالق کائنات کو ہے۔ اسکے نظام زندگی کے اصولوں کے بغیر ہر نظام زندگی باطل ہے۔ اس فکر کو پروان چڑھانے کیلئے ایران میں جہاں مختلف علماء کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا لیکن اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کیلئے جس عالم باعمل پر عزم صاحب کردار قائد کی اس انقلابی تحریک کو ضرورت تھی وہ تھے امام آیت اللہ خمینیؒ۔

آیت اللہ خمینیؒ نے 20 جمادی الثانی 24 ستمبر 1906 میں ایران کے شہر خمین میں ولادت پائی اسکے دادا سید احمد مولوی (لکھنوی) بھارت کی ریاست لکھنو سے خمین میں آباد ہوئے تھے۔ آیت اللہ خمینیؒ کے والد مصطفےٰ موسوی ایرانی خاتون سے تولد ہوچکے تھے۔ خمینیؒ کے سر سے انکی صرف پانچ ماہ کی عمر میں ہی والد کا سایہ اٹھ چکا تھا۔ امام نے اصفہان مدارک مشہد میں تعلیم حاصل کر کے قم کے حوزہ علمیہ سے ۱۹۲۷ء اجتہاد کی سند حاصل کرلی۔ امام خمینیؒ نے علم کی حد کو اس قدر حاصل کیا کہ وہ ان چار مرجع علماء میں شامل ہوئے جن کا رتبہ آیت اللہ سے بڑھکر ہوتا ہے باقی تین تھے۔ آیت اللہ کاظم شریعت مداری، آیت اللہ مرعشی اور آیت اللہ گلپا ئگانی، یوں یہ مرد حق علم کی قوت سے مالا مال ہو کر اپنی قوم کی رہبری کیلئے آگے بڑھا بلکہ میں ایک دن انکے دروس نے جہاں عوام میں انہیں مقبول بنایا وہیں حکمرانوں کی بے چینی میں شدت پیدا کردی اور انکے خطبوں پر پابندی لگادی گئی۔ ہر دور میں جب بھی حق پسندوں نے اظہار حق کیلئے زبان کھولی تو وقت کے ارباب اقتدار و اختیار نہ صرف انکے مخالف بنے بلکہ انکی زمین تنگ کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت کا استعمال کیا۔ اسلئے یہ کیسے ممکن تھا کہ دارالعلوم میں آیۃ اللہ خمینی صاحب کے انقلابی درس حکمران برداشت کرتے۔ لیکن رضا شاہ اول کے بعد انکے بیٹے کے تخت نشین ہونے کے بعد خمینی صاحب نے دروس کا سلسلہ نہ صرف پھر سے شروع کیا بلکہ ان دروس میں مزید شدت کے ساتھ حکومت کے جبر تشدد اور غیر اسلامی اقدامات کی سخت تنقید شروع کردی۔ شاہی حکومت نے انہیں تنگ آکر ۵ جون ۱۹۶۳ء کو گرفتار کرلیا اور جلاوطن کر کے عراق بھیج دیا لیکن یہ مرد حر عراق میں بھی حق وصداقت کی تحریک چلاتے رہے اور قرآن وحدیث کے دروس کا سلسلہ 15 سال تک جاری رکھا اس دوران خمینی صاحب کی جلاوطنی کے خلاف ایران میں مظاہرے ہوئے تو حکمرانوں نے مظاہرین پر گولیاں چلا کر لوگوں کو شہید کیا جسکی یاد میں پھر ہر سال لوگ مظاہرے کرتے رہے اور گولیاں کھاتے رہے۔ اس طرح عراق میں رہ کر بھی شاہی حکمرانوں کے خلاف خمینی صاحب نہ صرف دردسر بنے رہے بلکہ ایران میں انقلابی تحریک زور پکڑتی رہی۔ ۱۹۷۱ء میں ایران میں شہنشاہی نظام کے اڑھائی ہزار سال مکمل ہونے کا جشن منایا گیا تو امام نے واضح طور کہا۔ ایران میں اڑھائی ہزار سال سے آزادی کا گلا گھونٹا جا رہا ہے ہر حکمران عوام کا استحصال کرتا رہا ہے اب شاہ بھی اسی بادشاہت کا جشن منا رہا ہے حالانکہ سوگ منانا زیادہ مناسب تھا: جب شہنشاہی نظام کو استحصالی نظام امام نے کہا تو پھر کون سا نظام امام خمینیؒ کے زیر نظر تھا؟ اس حوالے سے انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا: بادشاہی نظام عوام کی سیاسی اقتصادی اور تہذیبی نشو ونما میں حائل ہوتا ہے اور اسلامی جمہوریہ کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ پہلے سیاسی استبدادی نظام کی تمام صورتوں کو ختم کیا جائے، گویا امام واضح طور عوام کو اسلامی نظام کے قیام کیلئے تیار اور شاہی نظام کے خاتمہ کیلئے کر رہے تھے اور مغربی جمہوریت کے پرفریب نعروں کے بجائے اسلامی جمہوریہ کے پاکیزہ تصورات کی طرف مائل کر رہے تھے۔ اب بھلا ایرانی حکمران کیسے برداشت کرتے کہ عراق سے ہی امام ایرانی مسلمانوں کے دلوں پہ حکمرانی کر رہے ہیں اور یہاں انکی پوری شاہی قوت کمزور پڑ رہی ہے اسلئے ایران نے عراق پر دباو بڑھایا کہ امام خمینیؒ کو وطن سے نکالا جائے جسکی وجہ سے امام ۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو فرانس چلے گئے اور وہیں رہائش اختیار کرلی۔ اللہ کا کرنا یہاں بھی انکی قیامگاہ انقلابی تحریک کیلئے مرکزی حیثیت اختیار کرگئی اور ایران میں امام کی رہنمائی میں تحریک نے اس قدر زور پکڑا کہ ۱۶ جنوری ۱۹۷۹ء کو شاہ ایران ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور یکم فروری کو ہجرت پہ مجبور کئے گئے امام وطن واپس آئے تو استبدادی نظام شاہی کی دیواریں ڈھ چکی تھیں انقلاب کے امام کا استقبال کرتے ہوئے فضا میں ایک اللہ کی حکمرانی کے نغمے گونج رہے تھے پھر یکم اپریل کو استصواب عامہ کے بعد ایران اسلامی جمہوریہ بنا (اللہ اکبر)

دیکھنا یہ ہے کہ خمینیؒ نے انقلاب کیلئے وطنی، قومی، لسانی، معاشی یا اقتصادی نعرہ نہ دیا بلکہ کہا، الارض للہ والحکم للہ یعنی یہ زمین اللہ کی ہے حکمرانی بھی اللہ کی ہی ہوگی، لا شرقیہ ولا غربیہ اسلامیہ اسلامیہ یعنی نہ ہم مشرقی ہیں نہ مغربی ہم اسلامی ہیں اسلامی، ان نعروں اور انقلاب نے نہ صرف ایران کی تقدیر بدلی بلکہ یہ نعرے پوری دنیا میں مسلمانوں کی نئی کروٹ کا مرکز ہے مظلوم کشمیریوں نے بھی زندگی کی ایک نئی کروٹ لینے کیلئے ان نعروں کا انقلاب کیلئے اپنا لہو گرمایا لیکن ظاہر ہے انقلاب صرف نعروں سے ہی نہیں آیا کرتے اسکے لیئے قیادت کو عوام کے ساتھ ساتھ بے پناہ قربانیاں دینی پڑتی ہے انقلاب کی رہنمائی حکمرانوں کی حفاظت میں رہ کر محل خانوں سے نہیں کی جاسکتی بلکہ انکے لئے ایک طرف گھر عیال اور وطن سے دوری کے زہر یلے گھونٹ پینے پڑتے ہیں دوسری طرف قوم کی فکری وعملی رہنمائی کے نقوش چھوڑنے پڑتے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے اس بندے نے کر کے دکھایا تصنیفی میدان میں ۲۵ کتابوں کی تصنیفات میں: کشف الاسرار بھی ہے جو اسلام مخالف کتاب اسرار ہزار رسالہ کے جواب میں لکھی گئی تھی دوسری کتاب ولایت فقیہ جو دنیا میں الحکومت الاسلامیہ کے نام سے مشہور ہے بھی تھی۔ جسمیں ایک طرف مغربی طرز نظام کی تنقید دوسری طرف اسلام کے حیات بخش نظام کی خوبیاں اور رموز ہیں۔

امام خمینیؒ نے نہ صرف ایران کو ایک فکری اور عملی انقلاب کے ذریعہ بدل کر مغرب اور اسکے پرستاروں کو یہ جواب دیا کہ اسلام ہی کل بھی انسان کی تمام بے چینیوں اور پریشانیوں کا علاج تھا بلکہ آج بھی اور رہتی دنیا تک اسلام ہی کے سایہ میں انسان کو امن عدل اور اطمنان کا نظام فراہم ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ خمینیؒ نے اس وقت کی بڑی قوتوں روس اور امریکہ کے سربراہوں بش اور گورباچوف کو اسلام کے سایہ میں آنے اور اپنے ممالک میں اس نظام کا فائدہ اٹھانے کی دعوت اور صلاح دی۔ یہ خمینیؒ ہی تھے جس نے شرق وغرب کے دائروں سے نکل کر ارض وسماء کے مالک کی بندگی کی طرف دنیائے انسانیت کو دعوت دی۔ لیکن افسوس آج خمینیؒ کو امام کہنے والے مغرب سے خوف زدہ اور مرعوب ہو کر اسلام کی انقلابی روح کو نکال کر غالب قوتوں کے رنگ میں اسلام کو رنگنے کیلئے آمادگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ آج امام کے نام لیوا شیعہ اور سنی بھی ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے ہوئے اسلام کے ان ازلی دشمنوں کو خوش کر رہے ہیں جن پر خمینیؒ کے فکر ونظر اور عمل نے لرزہ طاری کیا تھا اصل میں یہ سب نہ خمینی صاحب کا کمال تھا نہ دعوی بلکہ یہ سب کمال تھا توحید اور اتباع رسول ﷺ کا۔

اے دنیا کے مسلمان تو شیعہ نہیں سنی نہیں مسلم ہے صرف مسلم۔ تو حنفی شافعی حنبلی مالکی نہیں مسلم ہے بس مسلم۔ کیوں تیری تلوار تیرے بھائی کی گردن پہ چل رہی ہے فرمان رسول ﷺ کے مطابق: المسلم ہے اخو المسلم۔ تو اللہ کا خلیفہ ہے۔ تو محمد ﷺ کی دعوت کا وارث ہے۔ تو نوع انسانیت کا ہمدرد وخیر خواہ ہے۔ تیرے سامنے اللہ کی ساری مخلوق عیال اللہ ہے۔ تو خود غرض نہیں، تو دہشت گرد نہیں تو معصوموں کی زبان، عصمتوں کا نگہبان، مظلوموں کا ترجمان، مسلمان ہے بس مسلمان۔

میرے نزدیک یہی امام آیت اللہ خمینیؒ اور ہر دور میں انسانیت کے ہی خواہ رہنماؤں کے افکارات ونظریات وعملیات رہے ہیں اور رہیں گے۔ آئیے انہیں بنیادوں پہ بکھرے انسانوں کی مالا کو اللہ بندگی محمد ﷺ کی اتباع اور فکر آخرت کے تصورات میں پروتے ہوئے اپنے شب وروز گزارنے کا عزم کریں۔

یہی امام خمینیؒ سے لیکر تمام اولیاء صحابہ وانبیا کو خراج عقیدت بھی ہوگا اور ظلم استبدادی نظاموں کے پہرداروں کے خلاف علم بغاوت بھی کراہتی انسانیت کیلئے پیام امن وراحت بھی اور ہم سب کیلئے فلاح دنیا و آخرت بھی۔

۔۔۔۔۔۔

وماعلینا الی البلاغ المبین

(مقالہ نگار مسلم ڈیموکریٹک لیگ جموں کشمیر کے صدر ہیں)

جاری صفحہ 5 سے آگے

انقلابی رہنے اور انقلاب کے راستے پر گامزن رہا جائے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے اسلامی نظام کی پیش قدمی کے عمل کو درپیش ممکنہ مشکلات کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ امام خمینی رح کی رحلت کے بعد ہم نے جب بھی انقلابی عمل انجام دیا ہمیں کامیابی نصیب ہوئی اور جب بھی ہم نے انقلابیت اور جہادی اقدامات سے غفلت برتی ہمیں ناکامی اور پسماندگی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے مختلف مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس راستے پر انقلابی انداز میں قدم بڑھائے جا سکتے ہیں کہ ایسی صورت میں پیشرفت یقینی ہے، لیکن پیش قدمی کے دوسرے طریقے بھی ہیں تاہم اس صورت میں ہمارا انجام عبرتناک ہوگا اور ملت ایران اور اسلام شدید نقصانات اٹھائے گی۔ آپ نے اسلامی انقلاب کو، ملک و ملت کا ممتاز اور بے مثال سرمایہ قرار دیتے ہوئے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ انقلاب کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے بہت عظیم قربانیاں دی گئی ہیں، لیکن ان قربانیوں کے نتیجے میں بے شمار فوائد بھی حاصل ہوئے ہیں۔

حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے 37 سالوں کے دوران اسلامی انقلاب کی بنیادوں کے مزید مستحکم ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ملت ایران کے حالات ماضی سے زیادہ روشن، اور سازگار ہو چکے ہیں اور اب بہت سارے اخراجات سے اجتناب کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ انقلاب عوام کے عزم وارادے اور جذبہ ایمانی کی وجہ سے وجود میں آیا اور اسی عوامی قوت اور جذبے کی بنیادوں پر قائم و دائم ہے اور اس کی جڑیں پھیلتی جا رہی ہیں، اور اس نے فوجی دھمکیوں اور پابندیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، لیکن مفلوج نہیں ہوا بلکہ شجاعانہ اور سربلند انداز میں اپنے راستے پر گامزن ہے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ انقلابی ہونا صرف اس تحریک کے زمانے یا امام خمینی رح کے زمانے سے مختص نہیں ہے بلکہ انقلاب اور انقلابیت تمام ادوار کے لئے ہے، اور انقلاب ایک بہتا ہوا دریا ہے اور جو لوگ بھی انقلاب کے معیاروں کے مطابق چلتے ہیں وہ انقلابی ہیں حتی وہ نوجوان بھی جنھوں نے امام خمینی رح کو دیکھا تک نہیں ہے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے اس طرز تفکر کو کہ جس کی وجہ سے انقلاب پسندی کو انتہا پسندی قرار دیا جاتا ہے اور عوام کو انتہا پسند اور اعتدال پسند جیسے دو دھڑوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ایک بڑی غلطی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کا دو غلا پن کہ جو اغیار کی سوغات اور دشمنوں کا موقف ہے اسے ملک کے سیاسی کلچر میں ہرگز داخل نہیں ہونا چاہئے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے انقلابی ہونے اور انقلابیت سے متعلق ایک اور غلط فکر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انقلاب کے راستے پر چلنے والے اور انقلاب کے معیاروں کے مطابق عمل کرنے والے تمام افراد کے ایک ہی معیار کی توقع رکھنا غلط ہے، بلکہ اصل چیز یہ ہے کہ انقلابی گری کے اوصاف دکھائی دیئے جانے چاہئیں۔ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے مزید فرمایا کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص انقلاب کے مفاہیم اور انقلابی اقدامات کی نسبت بہتر انداز میں کام کرے لیکن اسکے مقابلے میں کوئی دوسرا شخص اس شدت و سنجیدگی کے ساتھ کام انجام نہ دے سکے لیکن وہ دونوں انقلابی ہی کہلائیں گے، اور اس شخص پر غیر انقلابی یا انقلاب مخالف ہونے کے الزامات نہیں لگائے جا سکتے جو انقلاب کے معیاروں کے راستے پر تو ہے لیکن بہت بہتر رفتار سے آگے نہیں بڑھ رہا ہے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے اس کے بعد اسلامی انقلاب کے بنیادی اقدار کی پابندی، اعلی اہداف کو دائمی طور پر مدنظر رکھنا اور ان کے حصول کے لئے اپنے حوصلے بلند رکھنا، ملک کی ہمہ جہتی خودمختاری کا پابند رہنا، دشمن کی طرف سے ہوشیار رہنا اور اس کی پیروی سے اجتناب کرنا اور دینی و سیاسی تقوی و پرہیزگاری کو انقلابی ہونے کے پانچ بنیادی معیار قرار دیا۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے انقلابی ہونے کے پہلے معیار یعنی بنیادی اصولوں اور اقدار کی پابندی کے بارے میں فرمایا کہ امریکی اسلام کے مقابلے میں حقیقی اسلام پر عقیدہ رکھنا اس معیار کا سب سے بنیادی نکتہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ امریکی اسلام کی دو شاخیں: رجعت پسند اسلام اور سیکولر اسلام ہیں اور استکبار اسلام کی ان دونوں شاخوں کی حمایت کرتا ہے۔ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے دل کی گہرائیوں سے عوام کو محور و مرکز ماننے کو بھی انقلاب کے بنیادی اصولوں کا جز قرار دیتے ہوئے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ اسلامی نظام میں عوام کے ووٹوں، مطالبات، اہداف اور مفادات کو سب سے زیادہ ترجیح حاصل ہے اور ان حقائق پر دل سے عقیدہ رکھنا انقلابی ہونے کی لازمی شرطوں میں ہے۔

رہبر انقلاب اسلامی نے ترقی و پیشرفت، تبدیلی اور کمال کے حصول کو انقلاب کی ایک اور بنیادی اقدار قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ انقلابی انسان ان اقدار پر بھی گہرا عقیدہ رکھتا ہے اور ہر دن نئی تبدیلی اور حالات کی بہبودی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ محرومین اور معاشرے کے کمزور طبقوں کی مدد اور دنیا بھر کے مظلوموں کی حمایت بھی رہبر معظم کی نگاہ میں ایک اور بنیادی اصول ہے جسے آپ نے انقلابی ہونے کے اقدار اور اصولوں کا جز قرار دیا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اگر یہ پابندی اور قرآن کی اصطلاح میں یہ استقامت موجود ہو تو طوفانی ہواؤں میں بھی نظام اور اسکے عہدیداروں کی پیش قدمی مستحکم اور سیدھے راستے پر ہوگی اور اگر یہ نہ ہو تو ہم انتہا پسندی کے شکار ہو جائیں گے اور ہر نئے حادثے پر ہمارا سمت اور ہمارا راستہ تبدیل ہو جائے گا۔ آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے اس کے بعد انقلابی ہونے کی دوسری اہم خصوصیات یعنی پیشرفت اور اہداف تک رسائی کے لئے بلند ہمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی بھی قسم کے حالات میں انقلاب اور عوام کے اہداف کی تکمیل کے لئے جد و جہد سے صرف نظر نہیں کرنا چاہئے اور موجودہ صورتحال سے مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ آپ نے سستی، کاہلی اور مایوسی کو اس اہم صفت کے مدمقابل قرار دیتے ہوئے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ پیشرفت کا راستہ ختم ہونے والا نہیں ہے، لہذا انقلابی جوش و جذبے کے ساتھ اس راستے پر مسلسل آگے بڑھتے رہنا چاہئے۔ انقلابی ہونے کے تیسرے معیار یعنی خودمختاری کا پابند رہنے کے بارے میں رہبر انقلاب اسلامی نے امام خمینی کی ستائیسویں برسی پر عظیم الشان اجتماع سے خطاب میں اس کے سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی پہلوؤں پر مشتمل تین پہلوؤں کو بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ سیاسی خودمختاری کا حقیقی معنی یہ ہے کہ ہم دشمن کی مختلف چالوں سے فریب نہ کھائیں، بلکہ ہمیشہ داخلی، علاقائی اور بین الاقوامی خودمختاری کی حفاظت کی فکر میں لگے رہیں۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے دشمنوں بالخصوص امریکا کی مکاری اور اسکی سازشوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ہمیشہ دھمکیوں کا ہی سہارا نہیں لیتے، بلکہ بسا اوقات مسکراہٹ بلکہ چاپلوسی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں، مثال کے طور پر خط بھیجتے ہیں کہ آئیں عالمی مسائل کو باہمی تعاون سے حل کریں، ایسے موقع پر ممکن ہے انسان دشمن کے پس پردہ اہداف سے غافل ہو کر اس لالچ میں پڑ جاتا ہے کہ چلیں بہت اچھا ہے ہم عالمی مسائل کے حل کے لئے ایک سپر پاور کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

رہبر انقلاب اسلامی نے فرمایا کہ دشمن کی جانب سے عالمی مسائل کے حل کے لئے تعاون کی دعوت کا مطلب یہ ہے کہ دشمن نے اپنے مورد نظر مسائل کے حل کی خاطر جو میدان سجایا ہے اور کھیل تیار کیا ہے آپ اسی کے تحت اپنے حصے کا کام انجام دیں۔ آپ نے اس سلسلے میں ایک مصداق بیان کرتے ہوئے شام کے مسئلے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جو شام کے مسئلے میں اور اسی طرح کے دیگر مسائل میں امریکا کے نام نہاد اتحاد میں شریک نہیں ہوئے اس کی وجہ یہی تھی کہ ہمیں معلوم تھا کہ وہ ہمارے اور دوسرے ملکوں کی قدرت و طاقت اور اثر و رسوخ کو استعمال کر کے اپنے مورد نظر اہداف حاصل کرنے کے درپے ہے۔ رہبر انقلاب نے ایک اہم مسئلے کے بارے میں متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے کام جو بظاہر خودمختاری سے میل نہیں کھاتے، لیکن عملی طور پر دشمنوں کے منصوبے کو پورا کرنے کے مترادف ہیں اور درحقیقت خودمختاری کے خلاف ہیں۔ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے خودمختاری کے دوسرے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے ثقافتی خودمختاری کی بے مثال اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ انقلابی ہونے کا مطلب اسلامی ایرانی طرز زندگی کا انتخاب اور مغرب و اغیار کی تقلید سے سختی کے ساتھ اجتناب کرنا ہے۔ آپ نے سائبر اسپیس کے جدید وسائل کو انفارمیشن کی ہیرا پھیری اور اقوام عالم کی ثقافتوں پر مغرب کے غلبے کا وسیلہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ وسائل نفع بخش بھی ہو سکتے ہیں، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ دشمن کے غلبے اور مداخلت کو ان وسائل سے جدا کر دیا جائے اور اس طرح عمل کیا جائے کہ سائبر اسپیس دشمن کے ثقافتی تسلط اور مداخلت کا ذریعہ نہ بن سکے۔ انقلابی ہونے کے تیسرے معیار یعنی ملک کی ہمہ جانبہ خودمختاری کی ضرورت پر گفتگو کرتے ہوئے رہبر انقلاب اسلامی نے فرمایا کہ اقتصادی خودمختاری کا مطلب یہ ہے کہ خود کو عالمی برادری کے معاشی نظام میں ہضم ہو جانے سے بچایا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ امریکیوں نے ایٹمی مذاکرات کے بعد کہا کہ ایٹمی معاہدہ ایران کی معیشت کے عالمی برادری میں ضم ہو جانے پر منتج ہونا چاہئے، اس بات کا مطلب یہ ہے کہ ایران اس پلان اور منصوبے کے اندر ہضم ہو جائے کہ جو بڑے سرمایہ داروں نے جن میں بیشتر صیہونی ہیں، دنیا کے مالیاتی وسائل پر قابض ہونے کے لئے تیار کیا ہے۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے فرمایا کہ امریکیوں نے پابندیوں کے ذریعے ایران کی معیشت کو مفلوج کر دینے کی کوشش کی تھی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو اب وہ چاہتے ہیں کہ ایران کی معیشت عالمی اقتصاد کے ہاضمے میں جس کا سرپرست امریکا ہے ہضم ہو جائے۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے استقامتی معیشت کو خودمختاری کے حصول کا واحد راستہ گردانتے ہوئے فرمایا کہ یہ خوش قسمتی ہے حکومت نے جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے مطابق، استقامتی معیشت، اقدام اور عمل کے سال میں کچھ عملی اقدامات کئے ہیں، اور اگر یہ عمل اسی قوت کے ساتھ جاری رہے، تو یقینی طور پر عوام اس کے ثمرات دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تمام بڑے فیصلوں اور اقدامات منجملہ دیگر ملکوں سے ہونے والے معاہدوں میں استقامتی معیشت کو بہت سنجیدگی سے مدنظر رکھا جائے۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے ایسے افراد پر تنقید کرتے ہوئے کہ جو اقتصادی ترقی کو غیر ملکی سرمایہ کاری پر منحصر سمجھتے ہیں فرمایا کہ غیر ملکی سرمایہ ملک کے اندر آنا اچھا اور ضروری ہے، لیکن اس سے زیادہ اہم ملک کی اندرونی صلاحیتوں کو متحرک کرنا ہے، اور ہر چیز کو غیر ملکی سرمایہ کاری پر منحصر نہیں کرنا چاہئے۔ آپ نے اسی سلسلے میں گفتگو کرتے ہوئے نئی اور پیشرفتہ ٹیکنالوجیز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی ملک ایسی ٹیکنالوجی دیتا ہے تو اچھی بات ہے لیکن اگر نہیں دیتا تو وہی نوجوان جنھوں نے ایران کو نینو ٹیکنالوجی اور جوہری ٹیکنالوجی میں، اسی طرح بعض دیگر میدانوں میں دنیا کے صف اول کے دس بہترین ملکوں کی صف میں لا کھڑا کیا ہے، صحیح منصوبہ بندی کے ذریعے ملک کی ضرورت کی دوسری ٹیکنالوجیز بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ رہبر انقلاب اسلامی نے اس کے بعد انقلابیت کے چوتھے معیار یعنی دشمن کی طرف سے حساس رہنے کے بارے میں گفتگو کی۔ آپ نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ محاذ جنگ کی طرح ہمیشہ دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنی چاہئے، اس کے اہداف و مقاصد کی شناخت اور پوری تندہی کے ساتھ دشمن کی سرگرمیوں کے ممکنہ زہر سے بچاؤ کے تریاق کو تیار رکھنا چاہئے۔ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے ایسے افراد پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہ جو امریکا کی آشکارا اور تکراری دشمنیوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے دشمن کے بارے میں کی جانے والی گفتگو کو توہم قرار دیتے ہیں، فرمایا کہ اسلامی جمہوریہ اور ملت ایران سے امریکا کی واضح، دائمی اور عمیق دشمنی کا انکار بذات خود ایک سازش ہے جس کا مقصد شیطان بزرگ کے سلسلے میں تندہی اور ہوشیاری کو کم کرنا ہے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے امریکا کی دشمنی کو اسکی ماہیت کا حصہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ توسیع پسندانہ نظام، جنگ کی آگ بھڑکانے، دہشت گردی کی حمایت، حریت پسندوں کی سرکوبی، اور مظلوم فلسطینیوں پر ظلم و ستم کے ذریعے اپنی فطرت کو ظاہر کر رہا ہے لیکن اسلامی نظام اس سرکوبی پر خاموش اور بے اعتنا نہیں رہ سکتا۔ رہبر انقلاب اسلامی نے یمن کے عوام پر حملہ آور جارح ملک کی امریکا کی جانب سے براہ راست مدد کو بے گناہ عوام کے قتل عام اور ان پر ہونے والی بمباری میں شریک ہونے کے مترادف قرار دیتے ہوئے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے ان جرائم پر خاموش نہیں رہا جا سکتا۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے اپنی گفتگو کے اس حصے کو سمیٹتے ہوئے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ہر فرد یا ہر گروہ کہ جو اسلام کے لئے اور اسلام کے نام پر کام کر رہا ہے اگر اس نے امریکا پر اعتماد کیا تو یہ بہت بڑی غلطی کا ارتکاب ہوگا اور وہ بہت جلد اس کا خمیازہ بھگتے گا۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں گذشتہ چند سالوں کے دوران خطے کی بعض اسلامی تنظیموں نے "عقل سیاسی" اور "حربے" کے نام پر امریکیوں کے ساتھ تعاون کیا لیکن آج انہیں شیطان بزرگ پر اعتماد کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے برطانیہ کو ملت ایران کا حقیقی خبیث دشمن قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ برطانیہ ملت ایران کے خلاف اپنی خباثتوں سے کبھی بھی باز نہیں آیا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اسی دشمنی کا نتیجہ ہے کہ حکومت برطانیہ کا تشہیراتی ادارہ عظیم اور بلند مرتبہ امام خمینی رح کی برسی کے موقع پر امریکیوں کی مدد اور جعلی اسناد کے ذریعے ملت ایران کے امام راحل کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے امریکا اور برطانیہ کے ساتھ ساتھ منحوس غاصب صیہونی حکومت کو بھی ملت ایران کا دشمن قرار دیتے ہوئے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ دشمنوں کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہئے اور ان کی ہر تجویز منجملہ سیاسی و اقتصادی تجاویز کے سلسلے میں احتیاط سے کام لیا جانا چاہئے، کیونکہ اگر یہ تندہی اور ہوشیاری رہے گی تو اس کے نتیجے میں ان کی عدم اطاعت کا جذبہ پیدا ہوگا اور یہی عظیم جہاد ہے۔ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای نے اسی طرح انقلابیت کے آخری معیار یعنی دینی و سیاسی تقوی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دینی تقوی کا معنی یہ ہے کہ اسلام نے معاشرے کے لئے جن اہداف کا تعین اور مطالبہ کیا ہے ان سب کے حصول کے لئے محنت اور ان کی نگرانی کی جائے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اس سلسلے میں صرف عقلی تخمینوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ ان اہداف کی نگرانی کیا جانا دینی فرائض کا جز ہے اور جو بھی اسلام کو دینی و سماجی میدان سے جدا کرے گا، اسے گویا دین مبین اسلام کی شناخت ہی نہیں ہے۔ رہبر انقلاب اسلامی نے مزید فرمایا کہ اگر دینی تقوی پیدا ہو گیا تو سیاسی تقوی بھی حاصل ہو جائے گا اور وہ انسان کو سیاسی اور انتظامی لغزشوں سے محفوظ رکھے گا۔ آپ نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ اس تجربے سے ہمیں یہ سبق ملا ہے کہ اگر امریکا کے مقابلے میں ہم نے نرمی بھی دکھائی تب بھی وہ اپنے تخریبی کردار سے باز نہیں آئے گا۔ حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے گروپ پانچ جمع ایک سے ہونے والے مذاکرات حتی امریکا سے ہونے والے علیحدگی میں ایٹمی مسائل کے بارے میں ہونے والے مذاکرات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے سرگرم بھائیوں کی انتھک محنت کے نتیجے میں مذاکرات ایک مشترکہ موقف تک پہنچے لیکن امریکا نے اب تک عملی طور پر اپنے وعدوں کے سلسلے میں بددیانتی اور وعدہ خلافی کا ثبوت دیا ہے اور دھوکا دہی کرتا رہا ہے۔

ولایت ٹائمز

اسلامی انقلاب کشتی نجات!

ایران میں 1925ء میں رضا شاہ پہلوی نے زمانے اقتدار تھامنے کے ساتھ ہی ملک میں امریکی منصوبوں اور سازشوں کو عملی جامہ پہنانے کا باضابطہ آغاز کیا۔امریکہ کی ایما پر رضا شاہ نے ایران میں تمام تر اسلام مخالف پروگراموں اور انسانیت سوز جرائم کو معاشرے میں پھیلانے کیلئے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔اُس دور کا ایرانی معاشرہ بے حیائی ،شراب نوشی ،غنڈہ گردی، رشوت خوری، جہالت، پسماندگی، بداخلاقی اور بدکرداری میں مغربی ممالک کے معاشروں سے بھی کافی آگے تھا۔ایران عوام کو اسلامی اقدار وتعلیمات سے بیگانہ کرنا اور انہیں دنیاوی خواہشوں کے دلدل میں پھنسانا ہی امریکی کا منتہائی مقصد تھا تا کہ وہ ایران کے قدرتی وسائل بشمول تیل وگیس کا بے تحاشا لوٹ کھسوٹ کرے اور خطے میں اس کی اہم اسٹریٹجک پوزیشن سے بھی فائدہ اُٹھائے۔

رضا شاہ کو کٹھ پتلی بنا کر امریکہ نے ایران میں اپنے تمام تر مقاصد اور سازشوں کو عملی جامہ پہنایا۔ملک کے مجتہدین وعلمائے دین نے وقت وقت پر امریکی سازشوں کو بے نقاب کر کے رضا شاہ کو تخت شاہی سے گرانے کیلئے حتیٰ الامکان کوششیں کیں۔انہوں نے حکومت کی اسلام کش پالسیوں کیخلاف آواز اُٹھانے میں کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔وہ اپنے خطبوں اور درسوں میں انتہائی پُر آشوب حالات کے باوجود حکومت وقت کے مذموم منصوبوں کیخلاف عوام کو بیدار کرتے رہے۔انہوں نے ہر وقت رضا شاہ کیخلاف بغاوت کا علم بلند کرنے میں جرت و بہادری کا مظاہرہ کیا جس کے پاداش میں ان مجتہدین وعلماء اور دانشوروں کو خون و خاک میں غلطان کیا گیا۔انہیں پابہ زنجیر پابند سلاسل کیا گیا۔متعدد مجتہدین صعوبت خانوں میں ہی زیر تشدد شہادت سے ہم آغوش ہوئے لیکن ان تمام تر مظالم ومصائب کے باوجود انہوں نے انقلاب کے علم کو تب تک تھامے رکھا جب تک نہ یہ علم امام راحل جہاں دیدہ سیاستدان حضرت امام خمینیؒ کے متبرک اور مضبوط ہاتھوں میں آگئی۔امام خمینیؒ نے اس علم کی سربلندی کیلئے بیش بہا قربانیاں پیش کیں۔امام خمینیؒ نے انقلاب کے گلستان کو سیراب کر کے اس کی خوشبوی سے اُمت مسلمہ میں دنیا کے غلام قوموں اور مستضعفوں کو معطر کیا۔آپ کا بے مثال اسلامی انقلاب نہ صرف عالم اسلام بلکہ تمام انسانیت کیلئے ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔یہ ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے تمام قوموں کی تشنگی دور ہوجاتی ہیں۔آج کے دور میں اُمت مسلمہ کی فلاح و بہبودی اور آزادی کیلئے امام خمینیؒ کا انقلاب ہی ایک ایسا نمونہ ہے جس میں اُمت کے جملہ مسائل ،مشکلات اور مصائب کا حل مضمر ہے۔

آج اُسی انقلاب کی حفاظت زمانے کے امام مہدیؑ کے پرچمدار وزمانے کے خمینی "رہبر معظم امام خامنہ ای فرمارہے ہیں اور اُمت کو حق کے سانچے میں ڈالنے کیلئے محو جدوجہد ہے۔وقت نے ثابت کر دیا کہ اسلام ہی صرف وہ نظام ہے جس میں مذہبی، سیاسی، سماجی اور معاشی پسماندگی کو دور کیا جاسکتا ہے۔

وسیم راجہ مدیر اعلیٰ ولایت ٹائمز

امام خمینیؒ کا نظریہ سیاست

ازقلم: محمد افضل بٹ

دنیا بھر میں کشت وخون کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے تاہم اسلامی دنیا خاص کر عراق، شام یا افغانستان، پاکستان، میانمار وغیرہ کے خون آشام منظر نامے کی ماضی میں نہ کوئی مثال ملتی ہے اور نہ ہی دنیا کے دیگر غیر اسلامی ممالک میں ایسی خونین صورتحال ہے۔دنیا روز نت نئے مسائل ومشکلات کے اتھاہ بھنور میں پھنس رہی ہے۔ ہمارے مسائل روز بروز گنجلگ اور پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتے جارہے ہیں۔ بسیار نظاموں اور ازموں کی موجودگی کے باوجود دنیا تباہی کے دہانے پر ہے اور اس تمام بھیانک صورتحال کا سرچشمہ موجودہ عیار ومکار سیاست ہے۔بقول علامہ اقبالؒ "جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی" دنیا میں ہر سو چنگیزی کا دور دورہ ہے کیونکہ بے دین سیاست کی بنیاد ہی تشدد اور خونریزی پر استوار ہے، بے دین سیاست کی دنیا میں حصول اقتدار کیلئے قوم مذہب نسل ورنگ کے نام پر تشدد کی آگ بھڑکانا لازمی ہے۔ یہاں خرمن امن کو نذر آتش کرن اصولوں کی فہرست میں سرفہرست ہے۔ اس دنیا میں راج گدی پر براجمان حکمران عوام کی خدمت کے بجائے عوام کو اپنی خدمت پر مامور کرتے ہیں۔ دنیا کے اطراف واکناف میں تیزی سے پھیل رہی دہشت گردی کوئی نیا معمہ یا منصوبہ نہیں بلکہ بے دین سیاست کی ایک لونڈی ہے جس کا استعمال بے دین سیاست کے گلستان کی آبیاری کیلئے کیا جارہا ہے۔

بانی انقلاب اسلامی ایران حضرت امام خمینیؒ اسی دین سے عاری اور اخلاقیات سے جدا سیاست کی قلعوں کو زمین بوس کرنے کیلئے ایک حقیقی اور اسلامی اصولوں پر مبنی سیاست کا بین الاقوامی نظریہ پیش کیا۔ آپ نے سیاست کے حقیقی اور اصلی مفہوم ومعنی کو پیش کر اسلامی انقلاب برپا کر کے اس کی عملی تفسیر وتفصیل پیش کی۔ دنیا کے سیاسی مفکرین نے سیاست کو اسلام سے جدا پیش کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ زاہد اور متقی سیاست دان نہیں ہوسکتا کیونکہ زہد وتقویٰ کا سیاست سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ان کا ماننا ہے کہ ایک آدمی جس قدر مکار وعیار ہوگا اسی قدر ایک اچھا سیاست دان ہوگا۔بعض نے تو علماء کو مشورہ دیا کہ وہ سیاست جیسی بدمعاشی سے بچیں۔نتیجتاً سیاست کی ایک ایسی کڑی پیش کی گئی کہ علماء اور متقی لوگ اس سے کنارہ کشی کرتے رہے اور عیار ومکار لوگ اس میں جوق در جوق داخل ہوتے گئے اور پھر دنیا تباہی کی کس ڈگر پر پہنچ گئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

امام خمینیؒ نے اس تمام فرسودہ اور باطل پروپگنڈے کے خلاف اسلامی سیاست کا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی اساس سیاست ہے اور سیاست اور اخلاق ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ امام کے نزدیک اسلامک سیاسی دین ہی ہے جس کی ہر چیز یہاں تک کہ عبادت بھی سیاسی ہے۔امام فرماتے ہیں کہ زہد وتقویٰ فقط ایک اخلاقی فضیلت نہیں بلکہ ایک سیاسی ضرورت بھی ہے۔ کیونکہ ایک سیاست دان جس قدر متقی اور پرہیزگار ہوگا اسی قدر عوام کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھے گا۔ ایک پرہیزگار حاکم ہی پرہیزگار معاشرے کی تعمیر میں کلیدی رول ادا کر کے امن وسکون کے ماحول کو قائم کرسکتا ہے۔ ایک ایسے سماج کو وجود میں لاسکتا ہے جس میں تمام مکاتب ہائے فکر کے لوگ سکون کی زندگی بسر کررہے ہوں اور جس میں مستضعف طبقہ سر اٹھا کر جی رہا ہو۔

امام خمینیؒ اخلاق وسیاست کی وحدت کے نظریے پر تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسلامی کے اخلاقی احکام بھی سیاسی ہے اور اخلاق ہی ایک معاشرے کی رشد وترقی کا ضامن ہے۔ امام راحل سیاسی رہنماؤں سے سادہ زندگی بسر کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ آپ کا نظریہ ہے کہ سادہ زندگی بسر کرنے سے ہی دو جہاں کی کامیابی اور سرفرازی حاصل کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ صحیفہ امام میں رہنماؤں سے مخاطب ہوکر رقمطراز ہیں کہ اگر آپ بغیر کسی خوف وہراس کے باطل کے مقابلے میں کھڑا ہونا اور حق کا دفاع کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ بڑی طاقتیں جدید ترین اسلحہ ،ان کی سازشیں اور شیاطین آپ کی روح کو متاثر نہ کرسکیں اور نہ ہی شکست دے سکیں تو اس کیلئے آپ کو سادہ زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالنی پڑے گی ۔اور مال ودولت جاہ ومقام سے دلی طور پر پرہیز کرنا پڑے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جن عظیم لوگوں نے اپنی قوم وملت کی خدمت کی ہے وہ اکثر سادہ زندگی گزارتے تھے اور دنیاوی مال ومنال سے لاتعلق رہتے تھے۔ جو لوگ اپنی پست نفسانی وحیوانی خواہشات کے اسیر ہوتے ہیں وہ ہر قسم کی ذلت وخواری کو قبول کرلیتے ہیں۔ایسے لوگ شیطانی طاقتوں کے زر وزور کے سامنے خاضع اور کمزور عوام کیلئے ظالم وستم گر ہوتے ہیں لیکن آزاد حریت پسند لوگ اس کے برعکس ہوتے ہیں کیونکہ شاہانہ اصراف پر مبنی زندگی انسانی واسلامی قدروں کی حفاظت نہیں کرسکتی۔

اسلامی جمہوریہ ایران کا مقدس وجود امام راحل کے ان ہی افکار وتعلیمات کا نتیجہ ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ امام خمینیؒ کے افکار کی عملی تفسیر اسلامی جمہوریہ ایران ہے جو تن تنہا دنیا کے تمام متکبر سامراجی طاقتوں کے خلاف سینہ سپر ہوکر نہ صرف انہیں للکارتا ہے بلکہ ان کیلئے ایک ایسا دردسر بن گیا ہے کہ جس کے علاج کی بسیار کوششوں کے بعد اب انہیں محسوس ہونے لگا ہے کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی اور اسلامیہ جمہوری ایران کی خارجہ پالسی کا بنیادی اصول لاشرقیہ لاغربیہ نہ صرف عالم اسلام بلکہ تمام دنیا کیلئے دنیا میں امن وامن قائم کرنے کیلئے ایک کیمیائی نسخہ ہے۔ امام خمینیؒ کے فلسفہ سیاست میں دنیا بھر کے مسائل ومشکلات کا حل مضمر ہے اور امام نے جو خطوط واصول سربراہان مملکتوں کیلئے مرتب کئے ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو دنیا کو جنت کا نمونہ بنایا جاسکتا ہے۔ اسلامی دنیا کا خون چکاں منظر نامے کا حل بھی امریکہ، برطانیہ یا اقوام متحدہ کے بجائے امام خمینیؒ کے پیش کردہ سیاسی نظام میں مضمر ہے۔ مصر، لیبیا اور تیونس نے امام کے فلسفہ سیاست کو مشعل راہ بنایا ہوتا تو شاید ان ممالک کے عوامی انقلابات کو ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑتا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام دنیا کے سربراہان نام نہاد عالمی طاقتوں کی مکار وعیار سیاست کے بجائے امام خمینیؒ کے فلسفہ سیاست کو اپنائے تب ہی مسلمان اپنی سطوت رفتہ کو بحال کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

(مقالہ نگار پیشہ سے صحافی اور پارس آباد بڈگام کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں)

قارئین اپنے مراسلے و مضامین "ولایت ٹائمز" کے ای میل editorwilayattimes@gmail.com پر ارسال کریں۔

امام خمینیؒ کا الٰہی سیاسی وصیت نامہ

حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے الٰہی سیاسی وصیت نامے کا اردو ترجمہ عالمی نیوز نور کے مدیر اعلیٰ مہاجر عبدالحسین عبدالحسینی کشمیری نے انجام دیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خود خواہوں اور طاغوتیوں نے قرآن کریم اور عترت سے کیا کیا

(رسول خدا اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں کتاب اللہ اور اپنے اہلبیت (علیہم السلام) چھوڑے جا رہا ہوں، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔)

(تمام حمد وثناء اللہ کیلئے ہیں اور تو پاک ہے۔ اے اللہ! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور انکے اہلبیت (علیہم السلام) پر درود وسلام بھیج جو تیرے جمال وجلال کے مظہر اور تیری کتاب کے اسرار کے خزانہ دار ہیں کہ جس میں احدیت، تیرے تمام اسماء کے ساتھ حتی کہ اس خاص اسم کے ساتھ بھی جسے تیرے سوا اور کوئی نہیں جانتا جلوہ گر ہے اور لعنت ہو ان ظالموں پر کہ جو شجرہ خبیثہ کی جڑ ہیں۔)

و اما بعد:

مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے ''ثقلین'' کے بارے میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ کچھ قاصر تذکر کردوں، وہ بھی نہ انکے غیبی، معنوی اور عرفانی مقامات کے حوالے سے کہ جس کے بارے میں میرے جیسے انسان کا قلم جسارت کرنے سے عاجز ہے، جن مقامات کیتمام دائرہ وجود پر انکے عرفان کے ساتھ عالم ملک سے ملکوت اعلیٰ اور وہاں سے بزم لاہوت تک اور جو کچھ میرے اور آپ کے ذہن میں نہیں سما سکتا، سنگین اور اسے تحمل کرنا طاقت فرسا، اگر ناممکن نہیں ممتنع ضرور ہے؛ اور نہ ہی بشریت کو ''ثقل اکبر'' اور '''ثقل کبیر'' جو کہ ہر چیز سے اکبر ہے ثقل اکبر کو چھوڑ کر کہ جو خود مطلق ہے کے والا مقام کے حقائق سے مجبور رکھنے کے بارے میں ہے؛ اور نہ ہی ان دو ثقل پر خدا کے دشمنوں اور طاغوتی کھلاڑیوں کہ جن کی گنتی بیان کرنا مجھ جیسے کم معلومات اور کم وقت رکھنے والے کیلئے میسر نہیں ہے بیان کروں؛ بلکہ ان دو ثقل پر کیا گزرا کے حوالے سے یہاں پر سرسری اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔

شاید کہ یہ جملہ '' **لـن يفترقا حتى يردا علي الحوض** '' اس حقیقت کی طرف اشارہ ہو کہ رسولخدا اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مقدس کے بعد ان میں سے ایک پر جو گزری ہے وہی دوسرے پر گزری ہے اور یہ دونوں مجھوریت اور کسمپرسی کے عالم میں ''حوض'' پر رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ اور کیا یہ ''حوض'' وحدت سے کثرت کے جاملنے اور سمندر میں قطروں کے ضم ہونے کی جگہ ہے یا کوئی اور چیز جس تک انسانی عقل وعرفان کی رسائی نہیں۔ بلاشبہ مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان دو امانتوں پر طاغوتوں نے جو ستم ڈھائے ہیں وہ صرف ان ہی دو پر نہیں بلکہ یہ مظالم ساری ملت اسلامیہ بلکہ پوری انسانیت پر ہوئے ہیں کہ جن کے بیان کرنے سے قلم عاجز ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ حدیث ''ثقلین'' مسلمانوں میں حدیث متواتر کی حیثیت رکھتی ہے اور اہلسنت کی ''صحاح ستہ'' کے علاوہ ان کی دیگر کتابوں میں مختلف مقامات پر الفاظ میں تھوڑی تبدیلی کے ساتھ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے اور یہ حدیث شریف تمام انسانوں خصوصا مسلمانوں کے سارے فرقوں کیلئے حجت قاطعہ ہے۔ لہذا تمام مسلمانوں کو جن پر اس حدیث کے ذریعہ اتمام حجت ہو چکی ہے کو جوابدہی کیلئے تیار رہنا چاہئے؛ اور اگر سادہ لوح عوام کو معذور سمجھیں لیکن مسالک کے علماء کیلئے کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔

خود خواہوں اور طاغوتیوں نے قرآن کریم اور عترت سے کیا کیا

اب آیئے یہ دیکھیں کہ خدا کی کتاب پر جو الٰہی امانت اور رسولخدا اصلی اللہ علیہ وآلہ سلم کا ترکہ تھی پر کیا گزری ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد سے ایسا افسوسناک مسائل شروع ہوگئے جن پر خون کے آنسو بہانا چاہئے۔ خود خواہوں اور طاغوتیوں نے قرآن کریم کو اپنی قرآن دشمن حکومتوں کیلئے ایک وسیلہ بنالیا اور قرآن کے حقیقی مفسرین اور اس کے حقائق سے باخبر ہستیوں کو جنہوں نے پورا قرآن رسولخدا اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا تھا اور جن کے کانوں میں '' **انـي تـارك فيكـم الثـقلان** '' کی آواز گونج رہی تھی انہیں پہلے سے طے کردہ اپنے سوچے سمجھے منصوبوں اور مختلف بہانوں سے پس پشت ڈال دیا اور اس طرح انہوں نے اس قرآن کو جو حقیقی معنوں میں انسانیت کیلئے حوض کوثر پر پہنچنے کا ذریعہ اور مادی وروحانی زندگی کیلئے عظیم دستور کی حیثیت رکھتا تھا اور ہے، عملی زندگی سے دور کردیا اور اس طرح عدل الٰہی پر مبنی حکومت جو کہ اس مقدس کتاب کے جملہ مقاصد میں سے ایک ہے کی راہ بند کردی اور دین خدا، کتاب اور سنت الٰہی سے انحراف کی بنیاد ڈالی یہاں تک کہ یہ کام وہ حدیں پار کر گیا کہ قلم جس کی شرح بیان کرنے سے شرم محسوس کرتا ہے۔

اور یہ ٹیڑھی بنیاد جوں جوں اوپر اٹھتی گئی، اسکا ٹیڑاپن اور انحراف بھی نمایاں تر ہوتا گیا یہاں تک کہ وہ قرآن جو دنیا والوں کے رشد وکمال کیلئے اور مسلمانوں بلکہ جملہ کنبہ انسانی کو ایک نقطے پر جمع کرنے کیلئے، مقام شامخ احدیت سے کشف تام محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوا تھا تاکہ انسانوں کو اس مقام تک پہنچائے جہاں انہیں پہنچنا چاہئے۔ اور ''علم الاسماء'' کے اس مظہر کو شیاطین اور طاغوتوں کے شر سے نجات دلائے اور کائنات کو عدل و انصاف سے معمور کرے اور حکومت کو معصومین اولیاء اللہ علیہم صلوات الاولین والآخرین کے حوالے کرے تاکہ وہ اس حکومت کو ایسے شخص کے سپرد کردیں جو انسانیت کیلئے مفید ہو۔ لیکن ان خود پرستوں اور طاغوتیوں نے اس قرآن کریم کو میدان سے یوں ہٹا دیا جیسے کہ ہدایت کے سلسلے میں اس کا کوئی کردار ہی نہ ہو اور نوبت یہاں تک آپہنچی کہ قرآن کریم ظالم حکومتوں اور طاغوتیوں سے بھی بدتر خبیث ملاؤں کے ہاتھوں ظلم وفساد کی برقراری اور دشمنان خدا، نیز ظالموں کی بداعمالیوں کی توجیہ کا ذریعہ بن گیا۔ اور افسوس کا عالم یہ ہے کہ سازشی دشمنوں اور جاہل دوستوں کے ہاتھوں یہ تقدیر ساز کتاب قرآن کو صرف قبرستانوں اور مرنے والوں کے ایصال ثواب کی مجالس تک محدود کردیا۔ اور جہاں اس قرآن کریم کو تمام مسلمانوں اور سارے انسانوں کی یکجہتی کا ذریعہ اور ان کی زندگی کا لائحہ عمل بننا چاہئے تھا وہاں اسے تفرقہ واختلاف کا باعث بنایا گیا یا مکمل طور پر عملی زندگی سے ہٹا دیا گیا۔ ہم نے دیکھا کہ اگر کسی نے اسلامی حکومت کی بات کی یا سیاست کہ جس میں رسولخدا اصلی اللہ علیہ وآلہ سلم، قرآن اور سنت کا کردار بہت ہی واضح ہے کا نام لیا تو گویا اس سے کوئی بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے؛ ''سیاسی ملا'' کا لفظ بے دین ملا کے مترادف ہو گیا تھا اور آج تک یہ صورتحال باقی ہے۔

قرآن بمقابلہ قرآن

اور حال ہی میں بڑی شیطانی طاقتوں نے اپنی آلہ کار اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ نام نہاد اسلامی حکومتوں نے مقاصد قرآن کو مٹانے اور بڑی طاقتوں کے شیطانی عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے قرآن کو خوبصورت رسم الخط میں چھاپ کر دنیا بھر کیلئے روانہ کیا ہے اور اس شیطانی حیلے سے قرآن کریم کو عملی زندگی سے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ ہم سب نے دیکھا کہ محمد رضا خان پہلوی (ایرانی بادشاہ) نے جب قرآن شائع کرایا تھا اور کچھ لوگوں کو اغفال کر دیا اور مقاصد اسلامی سے بے خبر بعض ملا قرآن کی اس اشاعت پر اس کے شیدائی بن گئے تھے اور اسی طرح دیکھتے ہیں کہ شاہ فہد (سعودی عرب بادشاہ) بھی یہی کر رہا ہے وہ ہر سال عوام کی بے پایاں دولت کا وافر حصہ قرآن کریم کی طباعت اور قرآن دشمن مذہب کے تبلیغی زرخریدوں کیلئے خرچ کرتا ہے اور سراپا بے بنیاد اور خرافاتی مسلک وہابیت کی ترویج کرکے بھولی بھالی قوم کو بڑی طاقتوں کی گود میں پہنچا رہا ہے اور اسلام عزیز اور قرآن کریم کو مٹانے کیلئے خود اسلام اور قرآن کا سہارا لے رہا ہے۔

ہمارے قوم کے افتخارات

ہمیں اور اسلام وقرآن کے ساتھ وفادار ہماری قوم کو فخر ہے کہ وہ ایک ایسے مذہب کی پیرو ہے کہ جو یہ چاہتا ہے کہ ان قرآنی حقائق جو سراسر مسلمانوں کے درمیان بلکہ تمام انسانوں کے درمیان اتحاد کرنے کا قائل ہے، مقبروں اور قبرستانوں سے نجات دلاکر اور ان کو ان تمام بندشوں سے جنہوں نے اسکے ہاتھ پاؤں، دل ودماغ کو جکڑا ہوا ہے اور اسے فنا ونیستی اور طاغوت کی غلامی کی طرف کھینچے لئے جارہی ہیں سے بچانے کیلئے سب بڑے نسخے کے طور پر رہائی دیتا ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسے مذہب کے پیرو ہیں جس کی بنیاد خدا کے حکم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی تھی اور امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام جیسے علمبردار حریت کو نوع بشر کو ہر طرح کی اسارتوں اور غلامیوں سے رہائی دلانے پر مقرر فرمایا۔

اور ہمیں فخر ہے کہ کتاب نہج البلاغہ جو کہ قرآن کے بعد مادی وروحانی زندگی کیلئے عظیم دستور انسانیت کو آزادی عطا کرنے والی بلندترین کتاب جس کے روحانی احکام اور حکومتی منشور ہمارے لئے سب سے نمایاں راہ نجات ہے ہمارے معصوم امام کی ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ ائمہ معصومین، حضرت امام علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے لے کر انسانیت کے نجات دہندہ حضرت امام مہدی صاحب الزمان علیہم آلاف التحیات و السلام تک جو قادر مطلق کی قدرت سے زندہ اور ہمارے امور کے شاہد ونگران ہیں ہمارے ائمہ ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ حیات بخش دعائیں کہ جنہیں ''قرآن صاعد'' بھی کہا جاتا ہے ہمارے ائمہ معصومین کی ہے۔ ہمارے معصومین علیہم السلام کی ''مناجات شعبانیہ'' اور حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام علیہما السلام کی ''دعائے عرفات''، صحیفہ سجادیہ یہ ''زبور آل محمد'' اور زہرای مرضیہ سلام اللہ علیہا پر خدا کی جانب سے الہام شدہ کتاب ''صحیفہ فاطمیہ'' ہماری ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ ''باقر العلوم'' تاریخ کی عظیم ترین شخصیت ہے اور جن کے مقام ومنزلت کو خدای تعالی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے سوا کسی نے نہیں پہنچانا اور نہ ہی ان کے سوا کوئی سمجھ سکتا ہے، ہمارے امام ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ ہمارا مذہب ''جعفری'' ہے ہماری فقہ جو کہ بحر بیکراں ہے، ان کے آثار میں سے ایک ہے۔ اور ہمیں فخر ہے کہ ہم نے تمام ائمہ معصومین (علیہم صلوات اللہ) کی پیروی کا عہد کر رکھا ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین (صلوات اللہ وسلامہ علیہم) نے دین اسلام کی سربلندی اور قرآن کریم کو عملانے کہ عدل وانصاف پر مبنی حکومت کا قیام اس کا ایک پہلو ہے کیلئے قید وبند اور جلاوطنی کی صعوبتیں جھیلیں اور آخر کار اپنے زمانے کی ظالم اور طاغوتی حکومتوں کے خاتمے کی کوششوں میں شہید ہوگئے۔ اور ہمیں آج اس بات کا فخر ہے ہم قرآن وسنت کے مقاصد کو عملانا چاہتے ہیں اور ہماری قوم کے

(جاری صفحہ 7 پر)

مختلف طبقات اس عظیم تقدیر ساز راہ میں والہانہ انداز میں اپنے جان و مال اور عزیزوں کو خدا کی اس راہ میں نچھاور کرنے میں پیش پیش ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ خواتین وصنف نازک بھی پیر و جوان وخرد و کلاں ثقافتی، اقتصادی اور فوجی شعبوں میں مردوں کے شانہ بشانہ یا ان سے بہتر انداز میں اسلام اور قرآن کے مقاصد کی سربلندی وترقی کیلئے سرگرم عمل ہیں؛ اور جن میں جنگ کی توانائی ہے وہ فوجی تربیت کہ جو اسلام اور اسلامی مملکت کے دفاع کی خاطر اہم واجبات میں سے ہے سیکھ کر شامل ہوتی ہیں، اور ان خواتین نے بڑی دلیری اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے آپ کو ان مایسیوں سے جو دشمنوں کی سازشوں اور اسلام و قرآن سے ناواقف دوستوں نے ان پر، بلکہ اسلام اور مسلمانوں پر مسلط کر رکھا تھا، نکال لیا ہے، نیز انہوں نے اپنے آپ کو ان خرافاتی بندشوں سے بھی جنہیں دشمنوں نے اپنے مفادات کیلئے نادانوں اور مسلمانوں کے مفادات سے بے خبر ملاؤں کے ذریعے مسلط کیا تھا، آزاد کرا لیا اور جو خواتین جنگ میں شریک نہیں ہو سکتیں وہ محاذ کی پشت پر اپنے قابل قدر انداز سے مختلف خدمات انجام دے رہی ہیں کہ ان کی خدمات کو دیکھ کر عوام کے دل شدت شوق اور فرط جذبات سے کھینچے لگتے ہیں۔ دشمنوں اور ان سے بدتر جاہلوں کے دلوں کو غیظ وغضب سے دہلا دیتے ہیں۔ ہم نے بار ہا دیکھا ہے کہ معزز خواتین حضرت زینب علی سلام اللہ علیہ کے انداز میں فریاد بلند کر رہی ہیں کہ ہم اپنے بیٹوں کو قربان کر چکے ہیں اور انہوں نے خداوند عالم اور اسلام عزیز کی راہ میں کسی چیز سے دریغ نہیں کیا ہے اور انہیں اس پر فخر بھی ہے کہ وہ جانتی ہیں کہ جو کچھ انہوں نے ان قربانیوں کے بدلے میں حاصل کیا ہے وہ بہشت برین سے بھی بالاتر ہے تو پھر دنیا کی ناچیز پونجی اس کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتی ہے؟

اور ہمارے عوام، بلکہ تمام مسلمانوں اور دنیا کے مستضعفین کو یہ فخر ہے کہ ان کے دشمن جو خدائے بزرگ و برتر، قرآن کریم اور اسلام عزیز کے دشمن ہیں وہ ایسے درندے ہیں جو اپنے ظالمانہ مقاصد کیلئے کسی بھی جرم و خیانت سے دریغ نہیں کرتے اور اقتدار تک پہنچنے، نیز اپنے گھناؤنے مفادات کے حصول کیلئے دوست اور دشمن کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔ امریکہ ان میں سر فہرست ہے جو بذات خود ایک ایسی دہشت گرد حکومت ہے جس نے پوری دنیا میں آگ لگا رکھی ہے اور عالمی صیہونزم اس کا ہم پیمان ہے جو اپنے حریصانہ مقاصد کے حصول کیلئے ایسے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے کہ جس کے تذکرے سے قلم کو حیا اور زبان کو شرم آتی ہے۔ وسیع اسرائیل کا احمقانہ خیال انہیں ہر جرم پر اکساتا رہتا ہے۔ مسلمان اقوام اور مستضعفین عالم کو یہ فخر ہے کہ ان کے دشمنوں میں اردن کا چھپری لگانے والا جرائم پیشہ شاہ حسین ہے اور شاہ حسن اور حسنی مبارک جیسے اسرائیل کے ہم پیالہ وہم نوالہ ظالم افراد ہیں جو امریکہ اور اسرائیل کی خدمت میں اپنی قوم کے ساتھ کسی قسم کی خیانت سے باز نہیں آتے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارا دشمن صدام عفلقی ہے جسے دوست و دشمن اس کے جرائم اور انسانی وبین الاقوامی حقوق کی خلاف ورزی کی وجہ سے خوب پہچانتے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ عراق کی مظلوم قوم اور خلیجی ریاستوں کے ساتھ اس کی خیانت، ایرانی قوم کے ساتھ ہونے والی خیانت سے کم نہیں ہے۔

اور ہمیں اور دنیا بھر کی مظلوم قوموں کو فخر ہے کہ عالمی ذرائع ابلاغ اور تشہیراتی ادارے، ہر جرم و خیانت کیلئے جن کا حکم خود بڑی ظالم طاقتیں دیتی ہیں کیلئے ہمیں اور دنیا بھر کے مظلوموں کو مورد الزام قرار دیتے ہیں۔ اس فخر سے بڑھ کر کون سا فخر ہو سکتا ہے کہ امریکہ اپنے تمام تر دعوؤں اور ہر طرح کی جنگی ساز و سامان، اور اپنی تمام پٹھو حکومتوں، اور پسماندہ مظلوم اقوام کے بے حساب مال و ثروت کو اپنے اختیار میں لیئے اور تمام اجتماعی ذرائع ابلاغ اپنے اختیار میں لیئے ہوئے ایران کی غیور قوم اور حضرت بقیۃ اللہ امام زمانہ ارواحنا لمقدم الفداء کے ملک کے مقابلے میں اس قدر عاجز و رسوا ہو گیا ہے کہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کہاں پناہ لے! وہ جس کی طرف رخ کرتا ہے اسے نفی میں جواب ملتا ہے! اور یہ سب کچھ حضرت باری تعالیٰ **جلت عظمت** کی غیبی مدد کا کرشمہ ہے کہ اس نے مختلف قوموں خصوصاً اسلامی ایران کے عوام کو بیدار کیا اور ستم شاہی کے اندھیرے سے نور اسلام کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

تمام مظلوموں سے وصیت

میں اب تمام معزز مظلوم قوموں اور ایران کی عزیز قوم سے وصیت کرتا ہوں کہ اس سیدھے راستے سے جو نہ ملحد مشرق سے اور نہ ظالم اور کافر مغرب سے جڑا ہوا ہے، بلکہ اس راستے سے کہ جسے خداوند عالم نے انہیں نصیب فرمایا ہے اس پر نہایت استحکام، ذمہ داری اور پائیداری کے ساتھ قائم رہتے ہوئے، ایک لمحہ کیلئے بھی اس نعمت کا شکر ادا کرنے سے غافل نہ رہیں اور بڑی طاقتوں کے ایجنٹوں کے ناپاک ہاتھ، خواہ یہ ایجنٹ بیرونی ہوں یا ان سے بھی بدتر اندرونی، ان کی پاکیزہ نیت اور آہنی ارادوں میں رخنہ نہ ڈال سکیں؛ اور یاد رکھیں کہ عالمی ذرائع ابلاغ اور مشرق و مغرب کی شیطانی و سامراجی طاقتیں جو کچھ الٹا سیدھا ہانک رہی ہیں یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ آپ الٰہی قدرت کے مالک ہیں اور خدائے بزرگ و برتر انہیں اس دنیا میں اور عالم آخرت میں بھی سزا دے گا۔ ؟ ؟ ولی النعم وبید ؟ ملکوث کل شیء۔ (بے شک تمام نعمتوں کا مالک ہے اور سب کچھ اس کے دست قدرت میں ہے)۔

اور انتہائی سنجیدگی اور عاجزی کے ساتھ تمام مسلمانوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ائمہ اطہار (علیہم السلام) اور عالم انسانیت کے ان عظیم رہنماؤں کی سماجی، اقتصادی، فوجی اور سیاسی ثقافت کو کمال شائستگی کے ساتھ اور دل و جان و جانفشانی اور اپنے عزیزوں کو نچھاور کرنے کے ساتھ پیروی کریں۔ ان میں سے مروجہ فقہ کہ جو مکتب رسالت و امامت کو پیش کرتا ہے اور اقوام کی عظمت و ترقی کی ضمانت فراہم کرتا ہے، چاہے وہ احکام اولیا ہوں یا احکام ثانویہ جو کہ دونوں مکتب فقہ اسلامی ہیں، سر موان سے منحرف نہ ہوں اور حق و مذہب کے دشمنوں کی وسوسہ اندازیوں کی طرف توجہ نہ کریں، اور جان لیں ہر منحرف قدم، مذہب اور احکام اسلامی اور عدل الٰہی کی حکومت کے زوال کا مقدمہ ہے۔ ان میں سے نماز جمعہ اور جماعت ہے جو کہ نماز کی سیاست کو بیان کرتے ہیں کے نسبت ہرگز غفلت نہ برتیں، کیونکہ یہ نماز جمعہ جمہوری اسلامی ایران پر حق تعالیٰ کی طرف سے عظیم ترین عنایتوں میں سے ہے۔ اور عزاداری ائمہ اطہار خصوصاً سید مظلومان اور سرور شہیدان حضرت ابی عبداللہ الحسین آپ کے عظیم حماسی روح پر بے انتہا الٰہی صلوات اور انبیاء، ملائکہ اللہ اور صلحا کا درود ہو کی جیسی مجالس و تقاریب کے نسبت کبھی بھی غفلت نہ برتیں۔ اور جان لیں جو کچھ اسلام کی اس تاریخی حماسہ کی یاد میں تقاریب کا اہتمام کرنے کے حوالے سے ائمہ (علیہم السلام) کا حکم ہے اور جو کچھ اہل بیت علیہم السلام پر ظلم وستم روا رکھنے والوں پر لعنت و نفرین کرنا ہے، یہ سب ابتدائے تاریخ سے قیامت تک کیلئے ظالم اور جابر حاکموں کے خلاف بہادر قوموں کا صدائے احتجاج ہے۔ اور کیا جانتے ہیں کہ بنی امیہ لعنۃ اللہ علیہم جو کہ ظلم وستم کی وجہ سے واصل جہنم ہو چکے ہیں اور ان کی نسل کا خاتمہ ہو چکا ہے کے باوجود ان کے ظلم وستم کیلئے ان پر لعن ونفرین کی صدائیں بلند کی جاتی ہیں سے مراد کیا ہے، ایسا کرنا حقیقت میں دنیا بھر کے تمام ظالموں کے خلاف آواز اٹھانا اور اس ستم شکن آواز کو زندہ رکھنا ہے۔

اور ضرورت اس بات کی ہے کہ نوحوں میں اور مرثیہ کے اشعار میں اور ائمہ حق (علیہم سلام اللہ) کے مدحیہ اشعار میں ہر زمان و مکان کے ہر ظالم کے مظالم اور کارستانیوں کو پوری شدت کے ساتھ بیان کیا جائے؛ اور دور حاضر میں عالم اسلام امریکا اور سویت یونین اور انکے سبھی حلیف ملکوں من جملہ عظیم حرم الٰہی سے خیانت کرنے والے آل سعود (لعنۃ اللہ وملائکتہ ورسلہ علیہم) کی وجہ سے مظلومیت کا دور سے گذر رہا ہے ان کے جرائم و مظالم کا موثر انداز میں تذکرہ کیا جائے اور ان پر لعنت ونفرین کی جائے۔ اور ہم سب کو جان لینا چاہئے کہ یہی سیاسی تقاریب ہیں جو اتحاد مسلمین کا سبب اور مسلمانوں خصوصاً ائمہ اثناعشر (علیہم صلوات اللہ وسلم) کے شیعوں کی قومیت کے نگہبان ہیں۔

اور جس نکتے کی یاد دہانی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ میری یہ سیاسی اور الٰہی وصیت صرف ایران کی عظیم قوم کیلئے مخصوص نہیں، بلکہ یہ تمام اسلامی قوموں اور دنیا کے ہر مذہب و ملت کے مظلوموں کیلئے ہے۔

میری خدائے عز و جل سے عاجزانہ دعا ہے کہ ایک لحظے کیلئے بھی ہمیں اور ہماری قوم کو اپنے حال پر نہ چھوڑے اور ان فرزندان اسلام اور عزیز مجاہدوں پر لمحہ بھر کیلئے بھی اپنی غیبی عنایات سے دریغ نہ فرمائے۔

روح اللہ الموسوی الخمینی

☆☆☆☆☆☆☆

خط امام

فکر امام خمینیؒ کت 7 راہنما اصول رہبر معظم آیت اللہ امام خامنہ ای کی نظر میں

خالص محمدی اسلام کے مقابلے میں امریکی اسلام

وہ راستہ جو امام خمینیؒ کی شخصیت کو تحریف سے بچا سکتا ہے وہ ہے امام کے اصولوں کا مطالعہ، پہلا نقطہ جو امام کے مکتب میں واضح نظر آتا ہے وہ ہے خالص محمدی اسلام کی حقانیت اور امریکی اسلام کی تردید۔ امام نے خالص اسلام کو امریکی اسلام کے مقابلے میں قرار دیا۔ امریکی اسلام درباری ملاؤں والا عیاشی اسلام جہاں صیہونی اور امریکی مظالم کے خلاف خاموشی ہو۔ امام کی نظر میں اسلام کی جڑیں کتاب (قرآن) اور سنت ہیں۔

الٰہی وعدوں کی سچائی پر اعتماد

الٰہی وعدہ پر اعتقاد کہ جس نے فرمایا **ان تنصر اللہ ینصرکم** جو ہمارے امام کے افکار کا بنیادی رکن تھا کہ اس وعدے پر اعتماد اور بھروسہ کرنا چاہیے جبکہ دوسری طرف دشمنوں کی جھوٹی تسلیاں، مستکبرین پر مطلقا اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ پروردگار پر یہ بھروسہ باعث بنتا ہے کہ امام اپنے انقلابی موقف میں قاطع نظر آتے ہیں ایسا نہیں تھا کہ وہ لاعلم تھے کہ دشمن غصہ ہو جائے گا وہ جانتے تھے لیکن الٰہی نصرت وطاقت پر کامل یقین رکھتے تھے۔

عوام کے عزم و ارادے اور طاقت پر یقین

امام نے عوام کو حکمرانوں اور مسئولین کے لئے ولی نعمت کہا۔ کہتے تھے مجھے رہبر کہنے کے بجائے ملت کا خادم کہیں تو زیادہ اچھا ہے یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ بات امام کی نگاہ میں عوام کی قدر و منزلت اور اہمیت کا پتہ دیتی ہے۔ لوگوں نے بھی لبیک کہا اور میدان میں حاضر ہوئے جہاں کہیں بھی آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا لوگ وہاں دل و جان کے ساتھ حاضر رہتے۔ یہ دو طرفہ تعلق تھا امام کا عوام پر اور عوام کا امام پر اعتماد تھا۔ امام عوام سے محبت کرتے تھے اور عوام امام سے محبت۔

محروموں اور مستضعفین کی حمایت

امام حقیقی معنوں میں محروموں اور مستضعفین کے حامی تھے اور دوسری طرف سب کو کل نشینی کی سوچ پر ہوشیار کیا کرتے تھے۔ امام ہمیشہ کہتے تھے کہ یہ فقیر اور محروم افراد اصل میں محل نشین ہیں کہ جو اپنی محرومیوں کے باوجود میدان میں موجود رہتے ہیں اور جو شکایت تک نہیں کرتے اور حتیٰ خطرناک ترین میدانوں میں حاضر رہتے ہیں۔

مستکبروں کے مد مقابل تنے رہنا

امام ظالموں، جابروں اور دنیا کی سپر پاور طاقتوں کے مقابلے میں مظلوموں کے ساتھ کھڑے رہے۔ امام نے مستکبرین سے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ امریکہ کیلئے شیطان بزرگ کا کلمہ استعمال کیا جب آپ کسی سسٹم کو شیطان کی مانند سمجھتے ہیں تو پھر واضح ہے کہ آپ کا اس کے ساتھ کردار و عمل کیسا ہونا چاہیے۔

ملکی استقلال اور تسلط اغیار سے دوری پر اعتماد

استقلال یعنی ایک ملت کے برابر آزادی یہ جو بعض صرف زبان یا نعروں کی حد تک انفرادی آزادی کی بات کرتے ہیں لیکن ملکی استقلال کے خلاف بولتے ہیں یہ تضاد ہے کیسے ممکن ہے کہ انفرادی محترم ہو اور ایک ملت کی آزادی وہ بھی مخالفین اور اغیار کی پابندیوں کے باوجود محترم نہ ہو۔

ملت کی وحدت کا سہارا

تفرقہ پھیلانا دشمن کی حتمی سیاست میں سے ایک ہے۔ ہمارے امام نے پہلے دن سے ہی وحدت ملت کا سہارا لیا آج دنیا میں جہان اسلام میں تفرقہ کا مسئلہ استکبار کی اصلی سیاست ہے۔ امریکہ کی ناکامیوں کی حد یہاں تک آن پہنچی ہے کہ اب وہ شیعہ و سنی کا باقاعدہ نام لیتا ہے سنی اسلام اور شیعہ اسلام۔ ایک کی حمایت کرتا ہے دوسرے پر حملہ کرتا ہے۔

(ولایت ٹائمز ڈاٹ کام)

Srinagar

WILAYAT

Weekly TIMES

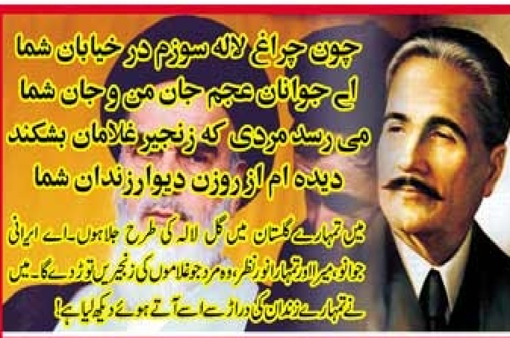

Vol:02 | Issue:33 | Pages:08 | 6th June to 12th June 2016 | Rs.5/-

Imam Khomeini's Kashmir connection

Much has been written and said about the founder of Islamic revolution of Iran, Ayatollah Ruhullah Khomeini, but very few people know that the iconic figure who changed the course of world history traced his family roots to Kashmir.

Syed Ali Safvi

After living in exile in Iraq's holy city of Najaf for more than a decade, Ayatollah Rohullah Khomeini was expelled from Iraq by Saddam Hussain in October 1978 at the request of Iran's tyrant ruler Reza Shah Pahlavi, according to 'Saddam Hussain, A Political Biography'. During this time, Kashmir's noted religious cleric Ayatollah Aga Syed Yusuf dispatched a letter to Ayatollah Khomeini, asking him to visit Kashmir.Khomeini's reply came as a pleasant surprise and got historians busy tracing his links to Kashmir. "I would have loved to visit Kashmir, which apparently is my ancestral place," read the letter.

When the letter reached him, Aga asked Ayatollah Khomeini for more details about his ancestors. He replied that he does not know much except the fact that his grandfather had migrated from Kashmir to Iran about 130 years ago.

Aga Syed Mohammad Fazlullah, Aga's eldest son, was enrolled at a religious seminary in Najaf at that time. He was entrusted with the task of handing over Aga's letter to Ayatollah Khomeini.

"While in Najaf, I frequently visited Imam Khomeini. When I came to know about his Kashmiri ancestors through his letters to my father, I asked Imam about it," Aga Fazlullah recounts. "He told me that they have a copy of handwritten Quran at their house in Qom (Iran) which belongs to their grandfather. When I visited Qom few months later for pilgrimage, I also visited Imam's house where I was greeted by his youngest son, Syed Ahmed, who already knew me because Imam had introduced me to him during one of his visits to Najaf."

During one of his visits to Imam's house in Qom, Aga met Ayatollah Khomeini's elder brother, Syed Morteza Pasandideh, who showed him a copy of the Holy Quran. When he opened it, a broad smile flashed on his face. "On the cover page of the Quran was written: This (holy book) belongs to Ahmed al-Moosvi al-Kashmiri," he recollects.

Meanwhile, Ayatollah Yusuf contacted some historians and genealogists in Kashmir to find out the details about Syed Ahmed who had migrated from Kashmir.

According to historians, one of Khomeini's ancestors, Syed Shahab-ud-Din Hyder, had visited Kashmir in 766 Hijri. He was accompanied by two of his brothers - Syed Ziauddin, whose real name was Syed Mohammad and lies buried at Habak, Gun Khwaja Qasim, and Syed Qutubuddin, popularly known as Haji Peer Mitha, buried in Jammu.

Syed Shahabuddin was the nephew of Mir Syed Ali Hamadani and also his son-in-law. The detailed account of Syed Shahabuddin's association with Syed Ali Hamadani has been given in "Nuzhatul Khawatir", and also in "Muqaddima Awrad-e Fathiyya". When Syed Ali Hamadani left Kashmir, Shahabuddin stayed back and continued propagation of Islam. He used to stay at Khanqah-e Namchibal, which also became his final resting place.

According to 'Aasar-e Bastani Azarbaijan', volume 2, Syed Shahab-ud-Din Hyder was the grandson of Safi-ud-Din Ardabili. There is also a mention of Syed Shabab-ud-Din and his two brothers in 'Shajrat-ul-Toyiba'. Moti Lal Saqi has also given a detailed account of Peer Hajj Mitha in "Sheeraza Urdu".

Noted historian and genealogist of Kashmir, Syed Mohammad Anis Kazmi, whose research work has been duly acknowledged by Ayatollah Khomeini's grandson Syed Hasan Khomeini in his official website (www.hasankhomeini.ir), says that the progeny of Shahab-ud-Din lived in Kashmir at Namchibal, Khanqah for a long time.

"Shahab-ud-Din is buried at Namchibal and his shrine is popularly known as 'Bab Syed Hyder'," he says. Shahab-ud-Din's son, Syed Mohammad Jabalil Amli, is also buried at Namchabal and his shrine is popularly known as "Syed Sahib", he adds.

Detailed account of this family is given in 'Kohl-ul Jawahir', written by Allama Ibn-e Raza, and published from Lahore in 1264 Hijri.

Historians say that a Quran in Kufi script written by seventh Shia Imam, Hazrat Moosa Kazim, was also brought to Kashmir by Syed Shahb-ud-Din Haider. The Quran is preserved at a shrine in Chattabal Srinagar.

"Syed Jabalil Amli's son was Syed Abdul Gani; Syed Gani's son was Syed Hassan or Syed Hussain; His son was Syed Nowroz; Nowroz's son was Syed Abdul Hadi; Hadi's son was Aqa Syed Hussain; Hussain's son was Syed Amir-ud-Din also known as Deen Ali; Amir-ud-Din's son was Syed Safdar; Safdar's son was Syed Buzurg; Syed Buzurg's son was Syed Ahmad, the grandfather of Syed Ruhullah Khomeini," says Kazmi.

The family, according to Kazmi, lived in Kashmir for a long time. However, the family briefly moved out of Kashmir due to group clashes in Kashmir which left many scholars dead.

"Syed Safdar and his son Syed Buzurg had migrated from Kashmir and settled in Calcutta (now Kolkatta) where Syed Ahmad (the grandfather of Syed Ruhullah Khomeini) was born," says Kazmi. Pertinently, the book "Hirzul Aman" also mentions the name of Syed Ahmed's father as Syed Buzurg.

"After completing his studies in religious theology in a seminary in Iraq, Syed Ahmad also came back to Kashmir in 1262 Hijri, but he soon left for Koh-e Qamra (now Khomein) in Iran with Haji Baqir Khan Irani where he got married with an Iranian girl," Kazmi says. "All of Khomeini's ancestors - from Syed Shahabuddin to Syed Buzurg - are buried in Kashmir. Some of them are buried at Khanqah-e Sokhta, some are buried at Daulatabad, and some at Rang Paristan Surteng."

Syed Ahmed got married to Sakeena Khanum, daughter of Yousuf Khan, on 17th of Ramadan 1257AH. On 29th of Rajab 1278AH, Syed Mustafa, the father of Ayatollah Khomeini, was born.

Some historians claim that Syed Ahmad lived in Lucknow before migrating to Iran. However, according to Khomeini's elder brother, Syed Morteza Pasandideh, Syed Ahmad's point of departure was Kashmir, not Lucknow.Significantly, one more Syed Ahmed Moosvi had departed from Kashmir around the same period. Though, according to a document written by Syed Ahmed's nephew, late Aga Syed Mohammad, the former had no son. Another scion of the same family, Aga Syed Mustafa has confirmed that Syed Ahmed had only one daughter and that he is buried at Golaganj Lucknow.

(Author hails from Kashmir is the Journalist & Working as